السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔

الف-مردوں کے اگر بال لمبے ہوں تو کیا وہ اپنے بال باندھ سکتے ہیں؟ اور اگر مرد اپنے بال باندھ سکتے ہیں تو کس انداز میں باندھ سکتے ہیں؟ اس بارے میں وضاحت فرمائیں۔

ب۔ حضور ﷺ کے بالوں کے باندھنے کے بارے میں جو مندرجہ ذیل روایت ہے۔ اسکی ذرا وضاحت مطلوب ہے۔ حضور ﷺ کا بال باندھنے یا نہ باندھنے کے بارے میں کیا معمول تھا؟ نیز حضور ﷺ بال کس انداز میں باندھتے تھے؟

قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَى مَكَّةَ وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ تَعْنِي عَقَائِصَ

(سنن ابوداؤد 4191)

ج۔ صحابہؓ کے اپنے لمبے بالوں کے باندھنے یا نہ باندھنے کے بارے میں کیا معمول تھا؟

۲۔

[redacted] عورتوں کے لیے کیا ہر حال میں سر کے اوپر جوڑا باندھنا جائز نہیں؟ یا اس بارے میں کچھ استثناء موجود ہے؟ کیا صرف کفار یا فساق کے مشابہہ انداز میں جوڑا باندھنا ممنوع ہے؟ یا مطلقا سر کے اوپر جوڑا باندھنا ممنوع ہے؟

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: " صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلاَتٌ مَائِلاَتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لاَ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلاَ يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا "

(صحیح مسلم 2128)

دار الافتاء

گرمیوں میں گرمی کی وجہ سے عورتیں گھر میں اپنے بال کیچر وغیرہ لگا کر اوپر کر سکتی ہیں؟

کیا یہ جوڑا باندھنے کی وعید میں شمار ہوگا؟

- اگر انہوں نے عارضی طور پر کیچر وغیرہ سے اپنے بال گردن سے تھوڑا اوپر کر کے سر کے پچھلے حصے پر کر دیے ہوں؟
- اگر انہوں نے مستقل جوڑا باندھ کر اپنے بال سر کے بالکل اوپر کر دیے ہوں؟

۳۔ ایک فیمیل اسکن ڈاکٹر کے گردن میں پانچ چھ سالوں سے جلد / اسکین الرجی ہے۔ جب سر کے بال گردن پر اس جگہ پر لگتے / ٹچ ہوتے ہیں تو یہ الرجی اور زیادہ ہو جاتی ہے اور بہت تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ یہ عورت خود اسکن ڈاکٹر ہے اسکو خود پتا ہے کہ یہ الرجی بالوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

اب کیا یہ عورت گھر میں اپنے بال کیچر وغیرہ لگا کر اوپر کر سکتی ہے کہ اسکے بال اسکے گردن پر اس مخصوص جگہ پر ٹچ نہ ہو؟

کیا یہ جوڑا باندھنے کی وعید میں شمار ہوگا؟

- اگر اس عورت نے عارضی طور پر کیچر وغیرہ سے اپنے بال گردن سے تھوڑا اوپر کر کے سر کے پچھلے حصے پر کر دیے ہوں؟
- اگر اس عورت نے مستقل جوڑا باندھ کر اپنے بال سر کے بالکل اوپر کر دیے ہوں؟

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدا ومصلیا

﴿۱﴾۔۔۔اولاً مردوں کیلئے خواتین کی طرح لمبے بال رکھنا جائز نہیں اور نہ ہی ان کی طرح بال باندھنا جائز ہے، بلکہ ان بالوں کو کٹوا کر چھوٹا کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر بال خواتین کی طرح زیادہ لمبے نہ ہوں تو ان کو کٹوانا ضروری نہیں اور بوقتِ ضرورت اس طرح باندھا جاسکتا ہے کہ جس سے عورتوں کی مشابہت لازم نہ آئے۔

اور بال رکھنے سے متعلق نبی کریم ﷺ کا معمول نصف کانوں یا کانوں کی لو تک بال رکھنے کا تھا اور کبھی بال کاٹے ہوئے عرصہ ہو جاتا ہو تو وہ کندھوں کو چھونے لگتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی خواتین کی طرح لمبے بال نہیں رکھتے تھے۔

جن احادیث میں نبی کریم ﷺ کیلئے "اربع غدائر" کا ذکر آیا ہے یا اِکّا دُکّا صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے کبھی کبھی بال کو سمیٹ کر پیچھے باندھ لینے کا ذکر آیا ہے تو محدثین کے بقول ان کا یہ عمل کسی وقتی مجبوری کے پیشِ نظر تھا جیسے سفر وغیرہ، نہ کہ مستقل معمول تھا، اسلئے اس سے جواز تو ثابت ہوتا ہے، لیکن استحباب ثابت نہیں ہوتا۔ نیز اگر کوئی جائز عمل کسی زمانے میں غیر صالح لوگوں کا شعار بن جائے تو یہ درست نہیں۔ اس سے بچنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

فتح الباري لابن حجر (٦/ ٥٧٢)

المراد أن معظم شعره كان عند شحمة أذنه وما استرسل منه متصل إلى المنكب أو يحمل على حالتين وقد وقع نظير ذلك في حديث أنس عند مسلم من رواية قتادة عنه أن شعره كان بين أذنيه وعاتقه وفي حديث حميد عنه إلى أنصـــاف أذنيه ومثله عند الترمذي من رواية ثابت عنه وعند بن سـعد من رواية حماد عن ثابت عنه لا يجاوز شـعره أذنيه وهو محمول على ما قدمته أو على أحوال متغايرة وروى أبو داود من طريق هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كان شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم فوق الوفرة ودون الجمة

دار الافتاء

وفي حديث هند بن أبي هالة في صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم عند الترمذي وغيره فلا يجاوز شعره شحمة أذنيه إذا هو وفرة أي جعله وفرة فهذا القيد يؤيد الجمع المتقدم

فتح الباري لابن حجر (١٠/ ٣٦٠)

حديث أم هانئ قالت قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة وله أربع غدائر ...فحاصل الخبر أن شعره طال حتى صار ذوائب فضفره أربع عقائص وهذا محمول على الحال التي يبعد عهده بتعهده شعره فيها وهي حالة الشغل بالسفر ونحوه والله أعلم

﴿٢﴾۔۔۔سر کے اوپر کوہان نما جوڑا باندھنا، جس کو سوال میں مذکور حدیث میں جہنمی عورتوں کی نشانی بتلایا گیا ہے، اس صورت میں ممنوع ہے جبکہ کوئی عورت اس طرح بال بنا کر نامحرم مردوں کو اپنی طرف مائل کرے، لہٰذا جو عورت اس طرح بال بنا کر کسی نامحرم کے سامنے نہ جائے وہ اس وعید میں داخل نہیں۔(ماخذہ تبویب:۱۸۵۱/۹۱)

البتہ بعض علماءِ کرام نے حدیث کے ظاہر کی وجہ سے اس طرح کوہان نما جوڑا بنانے کو مطلقاً ناپسندیدہ قرار دیا ہے، اسلئے اگر اس طرح بال بنانے سے مطلقاً اجتناب کیا جائے تو بہتر ہے(ماخذہ تبویب بتغیر:۱۹۳۹/۲۹)

فتح الباري لابن حجر (١٠/ ٣٧٥)

رءوسهن كأسنمة البخت قال النووي يعني يكبرنها ويعظمنها بلف عمامة أو عصابة أو نحوها قال وفي الحديث ذم ذلك وقال القرطبي البخت بضم الموحدة وسكون المعجمة ثم مثناة جمع بختية وهي ضرب من الإبل عظام الأسنمة والأسنمة بالنون جمع سنام وهو أعلى ما في ظهر الجمل شبه رءوسهن بها لما رفعن من ضفائر شعورهن على أوساط رءوسهن تزيينا وتصنعا وقد يفعلن ذلك بما يكثرن به شعورهن

الكوكب الدري (١ / ٤٣٥)

ثم الوصل عند الفقهاء مكروه إذا كان بشعر الإنسان لحرمة الانتفاع بأجزائه وكذالك يكره إذا تضمن تغريرا وخداعا والمحدثون علي كراهته مطلقا ولعل الحق هو الأول فإن النسوة من حقهم التزين كيف ما كان ، مالم تلزم فيه الكراهة من وجه آخر .

﴿٣﴾۔۔۔واضح رہے کہ عورتوں کیلئے جوڑا باندھنا فی نفسہ ممنوع نہیں، اسلئے جب تک کوئی شرعی مانع (مثلاً بے پردگی وغیرہ) نہ ہو اُس وقت تک عورت کیلئے جوڑا باندھنا جائز ہے، لہٰذا عورت کام کاج میں آسانی، کسی بیماری یا جائز

دار الافتاء

زیب وزینت کی خاطر بالوں کا جوڑا بنا سکتی ہے۔ ممانعت صرف اس صورت میں ہے جبکہ جوڑا باندھ کرنا محرم مردوں کے سامنے جائے یا کسی بیماری اور الرجی وغیرہ کے عذر کے بغیر ایسے طریقہ سے جوڑا باندھا جائے جو کافرو فاسق عورتوں کا خاص شعار ہو تو یہ ممنوع ہے، لیکن اگر اس طرح جوڑا باندھنے سے کافرو فاسق عورتوں کی مشابہت لازم نہ آتی ہو تو ممنوع نہیں۔..

واللہ تعالیٰ اَعلم

محمد طلحہ ہاشم عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴ / ربیع الثانی / ۱۴۴۵ھ

۳۰ / اکتوبر / ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴ / ربیع الثانی / ۱۴۴۵ھ

۳۰ / اکتوبر / ۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

سید حسین احمد عفی عنہ

۱۴/۴/۱۴۴۵ھ

الجواب صحیح

بندہ ابراہیم عیسیٰ

۱۵-۴-۱۴۴۵ھ

دارالافتاء

فتویٰ نمبر ۱/۲۵۳۵

۱۴۴۵/۴/۱۵

۲۰۲۳/۱۰/۳۱